

تاریخ فیصلہ: 9 نومبر 1964

کمشنر آف انکم ٹیکس، مدراس

بنام

ایم کے استریمن، مدراس

[کے سباراؤ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری، جسٹسز]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11، سال 1922) - تقسیم نامہ - جس میں یہ کہا گیا ہے کہ خود سے حاصل کی گئی جائیداد پہلے سے ہی مشترکہ ہندو خاندانی جائیداد کے ساتھ مخلوط ہے - صرف ملنے کا ثبوت ہے کہ آیا دفعہ 25A کے تحت کسی حکم کو درست ثابت کرنے کے لیے تقسیم کو درست ظاہر کرنا کافی ہے - یا دفعہ 16(3) (a)(iv) کے تحت صرف نابالغوں کو منتقلی۔

1952-53 تک کچھ سالوں تک ٹیکس دہندگان کو ایک ایسے گھر سے ہونے والی آمدنی کے سلسلے میں ایک فرد کے طور پر جانچا جاتا تھا جو تسلیم شدہ طور پر مشترکہ ہندو خاندان کی جائیداد اور فروخت کرنے والی ایجنسی کی آمدنی تھی۔ انہوں نے ان دونوں ذرائع سے ہونے والی آمدنی کے لئے اکاؤنٹس کا صرف ایک سیٹ رکھا۔ 19 دسمبر، 1952 کو، ٹیکس دہندہ اور اس کے تین نابالغ بچوں کے درمیان تقسیم کا ایک معاہدہ انجام دیا گیا، جن کی نمائندگی ان کی والدہ نے کی تھی۔ سال 1953-54 کی جانچ کی کارروائی کے دوران، ٹیکس دہندگان نے دعویٰ کیا کہ دفعہ 25A کے تحت ایک حکم جاری کیا جائے اور 19 دسمبر، 1952 سے سابقہ خاندان کے ہر رکن پر الگ الگ تشخیص کی جائے۔

انکم ٹیکس افسر نے اس دعوے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ صرف اس وجہ سے کہ آبائی جائیداد اور خود حاصل شدہ جائیداد سے ہونے والی آمدنی کا الگ الگ حساب نہیں رکھا گیا تھا، مؤخر الذکر مشترکہ خاندانی جائیداد کا حصہ نہیں بن گیا۔ انہوں

نے مزید کہا کہ اس عمل کی بنیاد پر کوئی تقسیم نہیں ہوئی تھی، بلکہ صرف ٹیکس دہندہ کی طرف سے دفعہ 16(3)(a)(iv) کے معنی کے اندر اپنی خود حاصل کردہ جائیداد کی براہ راست یا بالواسطہ منتقلی تھی۔

پبلیٹ اسسٹنٹ کمشنر اور اپیلیٹ ٹریبونل نے انکم ٹیکس افسر کے نقطہ نظر کی تصدیق کی، لیکن، اس کے حوالہ پر، ہائی کورٹ نے کہا کہ 19 دسمبر، 1952 کو انجام دیا گیا ڈیڈ ایک جائز تقسیم کے مترادف ہے اور دفعہ 16(3)(a)(iv) کے معنی میں منتقلی نہیں ہے۔

ریونیو کی جانب سے دلیل دی گئی تھی کہ ایجنسی کے کاروبار سمیت تمام اثاثوں اور ذمہ داریوں کو مشترکہ ہندو خاندان کو منتقل کرنے کا واحد ثبوت تقسیم کے دستاویز میں ہی ہے اور فریقین کے درمیان تقسیم سے پہلے آبائی جائیداد کے ساتھ خود ساختہ جائیداد کا کوئی سابقہ امتزاج نہیں تھا۔ دستاویز کی تمام شقیں دستاویز کے دستخط پر اثر انداز ہوئیں اور مبینہ ملاپ اور تقسیم کے درمیان کوئی وقت نہیں گزرا۔

حکم ہوا کہ: اس وقت سے جب یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ خود حاصل کردہ جائیداد کو عمل میں آنے والے معاہدے میں مشترکہ خاندان کی ملکیت سمجھا جائے گا، اس وقت سے ہی جائیداد نے مشترکہ خاندانی جائیداد کا کردار اختیار کر لیا۔ عمل درآمد کے بعد، یہ دستاویز پہلے سے موجود حقیقت کا ثبوت بن گیا، یعنی خود سے حاصل کردہ جائیداد کو مجوں میں ڈالنے کا۔ [110G]

ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ تقسیم اس بنیاد پر ہوئی کہ خود سے حاصل کی گئی جائیداد کو تقسیم کے لئے مشترکہ خاندان کی جائیداد کی واحد شے کے ساتھ دستیاب کرایا گیا تھا۔ یہ بذات خود اس بات کا ثبوت تھا کہ تقسیم ہند کے پیش رو، چاہے کتنا ہی مختصر وقفہ کیوں نہ ہو، ٹیکس دہندہ کی خود ساختہ جائیداد کو اس کی آبائی مشترکہ خاندانی جائیداد کے ساتھ ملا دیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کم از کم 19 دسمبر 1952 کو تقسیم ہند سے پہلے جائیدادیں مشترکہ خاندانی جائیداد کے کردار

سے متاثر ہو گئیں۔ 19 دسمبر، 1952 کو تقسیم ہوئی۔ اس کے بعد، ٹیکس دہندگان اور ان کے منقسم بیٹوں کے حصص کو الاٹ کی گئی جائیدادیں ان کے پاس کئی طرح سے تھیں۔ [110 H; 111 A, C-D]

(ii) تقسیم نامہ دفعہ 16(3)(a)(iv) کے تحت ٹیکس دہندہ کے ذریعہ نابالغ بچوں کو براہ راست یا بالواسطہ منتقلی کے مترادف نہیں تھا۔

C.I.T گجرات بمقابلہ کیشولال لٹو بھائی، [1965] 2 S.C.R. 99، اس کے بعد۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 1105، سال 1963۔
مدراس ہائی کورٹ کے 30 اگست 1960 کے فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے C.R. نمبر 49، سال 1956 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندہ کی طرف سے کے این راج گوپال شاستری اور آر این سچتھی۔
جواب دہندہ کے لئے آرگنٹیشن ایر۔

مداخلت کرنے والوں کے لئے اے وی وشوناتھ شاستری، ٹی اے رام چندرن، بے بی داداچن جی، اوسی ماتھر اور رویندر نارائن شامل تھے۔

عدالت کا فیصلہ سیکری، جسٹس نے سنایا

مدراس ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل دائر کی گئی ہے جس میں ریونیو کے خلاف اپیلیٹ ٹریبونل کی جانب سے بھیجے گئے ایک سوال کا جواب دیا گیا تھا۔ اپیلیٹ ٹریبونل نے مندرجہ ذیل تین سوالات کا حوالہ دیا تھا:

1- آیا ٹریبونل کے پاس اس نتیجے پر پہنچنے کے لئے کوئی مواد تھا کہ 19 دسمبر 1952 تک مختلف اثاثے صرف ٹیکس دہندگان کی ذاتی حیثیت میں تھے؟

2۔ اگر پہلے سوال کا جواب ہاں میں ہے تو کیا مذکورہ بالا دستاویز مذکورہ بالا تین نابالغ بچوں کو اثاثوں کی منتقلی کے مترادف ہے تاکہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 16(3)(a)(iv) کی دفعات کو راغب کیا جاسکے؟

3۔ اگر پہلے سوال کا جواب نفی میں ہے تو انکم ٹیکس افسر نے دفعہ 25A کے تحت تقسیم کے دعوے کو مسترد کر دیا ہے اور ٹیکس دہندہ نے اس فیصلے کے خلاف آزادانہ طور پر اپیل نہیں کی ہے، تو کیا ٹیکس دہندہ قانون میں صرف حیثیت کے علاوہ تشخیص میں کسی اور ترمیم کا حقدار ہے؟

سوال نمبر 1 کا جواب ہائی کورٹ نے ریونیو کے حق میں دیا۔ سوال نمبر 2 ریونیو کے خلاف اور سوال نمبر 3 ٹیکس دہندگان کے حق میں۔ مدعا علیہ، ایم کے اسٹریمن، جسے بعد میں ٹیکس دہندگان کہا جاتا ہے، نے سوال نمبر 1 کے جواب کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں کی ہے، اور یہ حتمی ہو گیا ہے۔ جس طرح سے سوالات کو بیان کیا گیا ہے، ہمیں صرف اس نکتے پر تشویش ہے کہ آیا ہائی کورٹ نے سوال نمبر 2 کا صحیح جواب دیا ہے یا نہیں۔

اس اپیل کو نمٹانے کے لئے متعلقہ حقائق درج ذیل ہیں۔ ٹیکس دہندگان کے والد کولنڈ اویلو مدلیار مدراس میں دواسازی کی تیاری کے لیے مولر اینڈ فیس (انڈیا) لمیٹڈ کے ایجنٹ تھے۔ جبکہ وہ ایک ایجنٹ تھا، ٹیکس دہندہ مذکورہ کمپنی کی طرف سے اسسٹنٹ کے طور پر ملازم تھا۔ 27 جولائی، 1938ء کو کولنڈ اویلو کا انتقال ہو گیا، وہ آئیالور متھیا مدالی اسٹریٹ میں ایک مکان کی جائیداد، چند انشورنس پالیسیاں اور انکم ٹیکس ریفرنڈ چھوڑ کر چلے گئے۔ ٹیکس دہندگان نے ان سے کل 26,000/- روپے وصول کیے اور اس آمدنی سے انہوں نے دسمبر 1945 میں وردراجولونائیڈواسٹریٹ کے نمبر 3 میں ایک گھر خریدا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ جائیداد مشترکہ ہندو خاندان کی جائیداد تھی۔

ملر اینڈ فیس لمیٹڈ کے ایجنٹ کی حیثیت سے اپنے والد کی ریٹائرمنٹ کے بعد، ٹیکس دہندگان کو ان کی انفرادی حیثیت میں ایجنٹ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ 1938-39 سے 1952-53 تک ان کا اندازہ نہ صرف ایجنسی سے ہونے والی آمدنی بلکہ مشترکہ ہندو خاندان کی جائیداد سے ہونے والی آمدنی پر بھی کیا گیا۔ انہوں نے ایجنسی سے اپنی آمدنی اور مشترکہ خاندان کی جائیداد دونوں کے لئے صرف ایک اکاؤنٹ رکھا۔ 1944 میں ایک بیٹا پیدا ہوا اور 1945 میں دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔

19 دسمبر 1952 کو ٹیکس دہندگان نے تقسیم کا ایک دستاویز جاری کیا اور اس کی بنیاد پر انکم ٹیکس افسر کے سامنے 1953-54 (31 مارچ 1953 کو ختم ہونے والے اکاؤنٹنگ سال) کی جانچ پڑتال کی کارروائی کے دوران دعویٰ کیا کہ دفعہ 25A کے تحت ایک حکم جاری کیا جائے اور 19 دسمبر سے سابقہ خاندان کے ہر رکن پر الگ الگ جائزہ لیا جائے۔ 1952: انکم ٹیکس افسر نے کہا کہ کسی بھی آبائی جائیداد کا وجود، چاہے وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، تمام خود ساختہ جائیداد کو مشترکہ خاندانی اثاثوں کا حصہ نہیں بنا سکتا کیونکہ آمدنی کا الگ سے حساب نہیں رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی تقسیم نہیں ہوئی بلکہ صرف ٹیکس دہندگان کی جانب سے اپنی خود حاصل کردہ جائیداد کے عطیات کا معاملہ تھا اور دفعہ 16(3)(a) (iv) کو راغب کیا گیا تھا۔ متبادل کے طور پر انہوں نے کہا کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ ٹیکس دہندگان کے اثاثوں کو مشترکہ اسٹاک میں ڈال دیا گیا ہے اور مشترکہ خاندان کا اثاثہ بننے کے بعد اس کے اور نابالغ بچوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے، دفعہ 16(3)(a)(iv) کو دوبارہ راغب کیا جاتا ہے کیونکہ مذکورہ دفعہ کا اطلاق نابالغ بچوں کو اثاثوں کی براہ راست اور بالواسطہ منتقلی دونوں پر ہوتا ہے..... اگر یہ منتقلی ایک تسلیم شدہ قانونی درستگی کے ذریعہ مشترکہ خاندان کی باہمی حیثیت سے ہوتی تو (نابالغ) بچے پیدا کرنے کے لئے یہ بالواسطہ منتقلی ہوتی۔"

اپیل پر ٹیکس دہندگان کی جانب سے ایک اضافی نکتہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی کہ کمیشن کا کاروبار ان کے ہاتھ میں آبائی کاروبار ہے لیکن اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر

نے اس دلیل کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ انکم ٹیکس افسر نے تقسیم کے دستاویز کو نظر انداز کرنے کا جواز پیش کیا۔

اپیلٹ ٹریبونل نے کہا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ایجنسی کے کاروبار سمیت تمام اثاثے اور ذمہ داریاں 1944 میں مشترکہ ہندو خاندان کو منتقل کر دی گئیں، جب ان کے پہلے بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی، یا اس کے بعد۔ اس نے مزید مشاہدہ کیا:

" پہلی بار جب ہم خاندان کے زیر بحث اثاثوں کے بارے میں سنتے ہیں تو وہ تحلیل کا عمل ہے جس میں اس اثر کی تلاوت ہوتی ہے۔ یہ یقینی طور پر 28 آئی ٹی آر 352 (آر سبر انیم ایر بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر) کے فیصلے میں بیان کردہ مشترکہ خاندانی جائیداد کے کردار کے ساتھ اپنی خود حاصل کردہ جائیدادوں میں سرمایہ کاری کرنے کا واضح اعلان نہیں ہو سکتا ہے۔"

اس کے مطابق، اس نے کہا کہ تقسیم کا معاہدہ دفعہ 16 کے دائرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، اپیلٹ ٹریبونل نے تین سوالات ہائی کورٹ کو بھیجے۔ ہائی کورٹ نے مذکورہ بالا طریقے سے سوالات کا جواب دیا۔

ریونیو کے فاضل وکیل جناب راج گوپال شاستری نے مندرجہ ذیل نکات پر زور دیا ہے:

(1) یہ سوال نمبر 2 اپیلٹ ٹریبونل کے حکم سے پیدا نہیں ہوا اور ہائی کورٹ کو اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دینا چاہیے تھا۔

(2) تقسیم ہند سے پہلے آبائی جائیداد کے ساتھ خود سے حاصل کی گئی جائیدادوں کا کوئی سابقہ امتزاج نہیں تھا۔

(3) تقسیم کا دستاویز دفعہ 16 (3) (a) (iv) کے تحت

نابالغ بچوں کو اثاثوں کی براہ راست منتقلی پر اثر انداز ہوتا

ہے۔

پہلا نکتہ ہائی کورٹ کے سامنے یا اس عدالت میں کیس کے بیان میں نہیں اٹھایا گیا تھا۔ لہذا ہم اس مرحلے پر اس نکتے کو اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

دوسرا نکتہ 19 دسمبر 1952ء کی تقسیم کے دستاویز کی تشریح پر منحصر ہے۔ یہ دستاویز ٹیکس دہندہ، اس کے دونوں بیٹوں اور نابالغ بیٹی کے درمیان انجام دی گئی تھی، بعد میں تینوں کی نمائندگی ان کی ماں نے کی تھی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ٹیکس دہندگان کے والد کا انتقال 27 جولائی 1938 کو ہوا تھا، وہ ایک گھر اور دیگر منقولہ سرمایہ کاری اور نقد رقم چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ٹیکس دہندہ مذکورہ جائیداد اور میسرز مولر اینڈ فیس کی ایجنسی میں کامیاب ہو گیا تھا۔

پھر دو شقوں پر عمل کریں جو اہم ہیں اور وہ ہیں:

جبکہ پہلے حصے کی پارٹی کمیشن حاصل کر رہی ہے اور جائیدادیں حاصل کر رہی ہے اور اس کی رقم کو اپنے والد سے وراثت میں ملنے والے اثاثوں کے ساتھ ملا رہی ہے اور دوسرے اور (تیسرے) حصوں کے فریقین کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں موجود تمام جائیدادوں کو بغیر کسی امتیاز یا تفریق کے مشترکہ خاندان کی ملکیت کے طور پر دیکھ رہی ہے؛

جبکہ پہلے حصے کی جماعت اس وقت موجود اثاثوں کے قانونی کردار اور فریقین کے درمیان قانونی تعلقات کو یقینی بنانے اور پہلے، دوسرے اور تیسرے حصے کے فریقین کی تقسیم کا انتظام کرنے اور چوتھے حصے کی پارٹی

کے لئے زیورات بنانے، دیکھ بھال اور شادی کا انتظام کرنے کی خواہش مند ہے، ایک ہندو باپ کی حیثیت سے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، فریقین کے درمیان پر امن استفادہ اور دوستانہ تعلقات کو یقینی بنانے اور اپنی مستقبل کی کمائی کو اختیارات کے ساتھ الگ رکھنے کے لئے کہ وہ ان سے کسی بھی طرح سے نمٹ سکے۔"

مسٹر شاستری کا کہنا ہے کہ چونکہ مذکورہ بالا پہلی شق کی ترتیل غلط پائی گئی ہے، اس لئے فریقین کے درمیان تقسیم ہونے سے پہلے خود حاصل کی گئی جائیداد کو آبائی جائیداد کے ساتھ کوئی سابقہ ملاپ نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تمام شقیں دستاویز کے دستخط پر اثر انداز ہوئیں، اور مبینہ ملاپ اور تقسیم کے درمیان کوئی لمحہ نہیں گزرا۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ مندرجہ بالا پہلی شق میں یہ کہا گیا ہے کہ ٹیکس دہندہ آج تک وراثت میں ملنے والے اثاثوں کے ساتھ اپنی رقم ملا رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ ایک مسلسل طرز عمل پر زور دیتا ہے جس کا اختتام اس دن کے ساتھ ہوتا ہے جب عمل کیا گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ دستاویز احتیاط سے تیار کی گئی ہے اور ٹیکس دہندگان نے مسودے کے مندرجات کے بارے میں ہدایات دی ہوں گی۔ جب یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ خود حاصل کردہ جائیداد کو مشترکہ خاندانی ملکیت سمجھا جائے تو ہماری رائے میں اس وقت جائیداد مشترکہ خاندان کی جائیداد کا کردار ادا کرتی ہے۔ عمل درآمد کے بعد، یہ عمل پہلے سے موجود حقیقت کا ثبوت بن جاتا ہے، یعنی خود سے حاصل کردہ جائیداد کو معجون میں ڈالنے کا۔ "اس تاریخ تک" کے الفاظ اہم ہیں اور ان پر عمل کیا جانا چاہئے۔ ہماری رائے میں ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ "تقسیم اس بنیاد پر ہوئی کہ خود سے حاصل کی گئی جائیدادوں کو تقسیم کے لئے مشترکہ خاندان کی جائیداد کی واحد چیز کے ساتھ دستیاب کرایا گیا تھا۔ یہ خود اس بات کا ثبوت تھا کہ تقسیم ہند کے پیش رو، چاہے کتنا ہی مختصر وقفہ کیوں نہ ہو، ٹیکس دہندہ کی خود ساختہ جائیدادوں کو اس

کی آبائی مشترکہ خاندانی جائیداد کے ساتھ ملا دیا گیا تھا۔ ہم ہائی کورٹ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ "ماضی کے حوالے سے دی گئی جائیدادوں کو دیگر شواہد سے ثابت کیا گیا ہو یا نہیں، یہ بات یقینی طور پر واضح ہے کہ تقسیم کے وقت جن جائیدادوں سے نمٹا گیا تھا، ان کو ٹیکس دہندگان کی مرضی سے مشترکہ خاندان کے ارکان کے درمیان تقسیم کے لیے دستیاب جائیداد سمجھا جاتا تھا۔ یہ یقینی طور پر ایک واضح اعلان تھا کہ اس تقسیم کے تحت جو بھی جائیدادیں نمٹا گئی تھیں وہ مشترکہ خاندانی جائیدادوں، ٹیکس دہندہ اور اس کے بیٹوں کے مشترکہ خاندان کی جائیدادوں کے کردار سے متاثر تھیں۔ لین دین کی صداقت خود کبھی بھی مسئلہ میں نہیں تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کم از کم 19 دسمبر 1952 کو تقسیم ہند سے پہلے جائیدادیں مشترکہ خاندانی جائیداد کے کردار سے متاثر ہوئیں۔ 19 دسمبر 1952 کو تقسیم ہوئی۔ اس کے بعد ٹیکس دہندگان اور ان کے منقسم بیٹوں کے حصص کو الاٹ کی گئی جائیدادیں ان کے پاس تھیں۔

ہم نے حال ہی میں گجرات کے کمشنر آف انکم ٹیکس بمقابلہ کیشو لال لوبھائی (1) میں فیصلہ سنایا ہے، اور اس فیصلے کے بعد ہمارا ماننا ہے کہ مسٹر شاستری کے ذریعے اٹھائے گئے تیسرے نکتے میں کوئی طاقت نہیں ہے۔

ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے، ہم کہتے ہیں کہ دفعہ 16 (3) (a) (iv) کے تحت ٹیکس دہندگان کے ذریعہ نابالغ بچوں کو اثاثوں کی براہ راست یا بالواسطہ منتقلی نہیں کی گئی تھی۔

اس کے مطابق اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کردی جاتی ہے۔

اپیل خارج کردی گئی